© rasailojaraid.com

شاہجہاں کی علم دوستی وادب پروری اور داراشکوہ کی علماپروری تھی۔ داراشکوہ خود ایک عظیم دانشور تھے اس لئے دانشوروں کی حمایت ہمیشہ سے ان کا شیوہ رہا۔ بہرکیف عہد شاہجہاں میں بڑی بڑی قدآور اور نامور ہستیاں اس سرزمین پر جلوہ گر ہوئیں۔ ان پر نہ صرف الٰہ آباد کو بلکہ ساری اسلامی دنیا کو ناز اور فخر ہے۔

شاہجہاں کے دربار میں شہر الٰہ آباد مرکزی محور کی حیثیت رکھتا تھا۔ خاص طور سے اس شہر میں تصوف کا عام رواج ہوا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شاہجہاں کے لخت جگر داراشکوہ کو اسکی حکومت میں کافی عمل دخل حاصل تھا اور ویلانت و تصوف سے کافی لگاؤ رکھتا تھا۔ اسی کے زمانہ ولیعہدی میں شیخ محب اللہ نے سرزمین الہ آباد کو رونق بخشا۔ جس کی بدولت یہ شہر اسلام کا منبع بن گیا۔ ان کی شہرت کا باعث ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم پر شرح نویسی ہے۔ وہ ہندوستان کے پہلے صوفی ہیں جنھوں نے وحدت الوجود کی شرح وبسط اور اس فلسفہ کی نشر اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے فصوص الحکم کی شرح عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں لکھی۔ ان کی دیگر تالیفات میں مناظر اخص الخواص، ہفت احکام و عبادت الخواص وغایات الغایات و سر الخواص، طرق الخواص، تفسیر قرآن کریم اور رسالۃ التسویہ بھی کافی معروف ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر کے دور حکومت میں شہر الٰہ آباد میں جو شخصیتیں نمودار ہوئیں ان میں شاہ محمد افضل کی شخصیت سب سے اہم اور باوزن تھی۔ وہ اپنے روشن ضمیر پیر و مرشد میر سید محمد کالپوی کے فرمان پر الٰہ آباد آئے۔ وہ اپنے وقت کے ولی کامل اور قطب تھے اور اورنگ زیب فرخ سیر اور دہلی کے دوسرے امرار وحکام ان سے قلبی عقیدت رکھتے تھے۔ مفتاح التواریخ کے مصنف ویلیام بیل، تذکرہ بحر زخار کے مؤلف میر غلام علی آزاد بلگرامی اور قاموس المشاہیر کے مصنف نے شاہ محمد افضل کو صاحب تصنیفات کثیرہ بتایا ہے۔ شرح گلستاں و بوستاں شرح یوسف وزلیخا، شرح فصوص علی وفق المنصوص، رسالہ فارسی وعربی در بحث ایمان فرعون شرح قصائد خاقانی، شرح مثنوی مولوی اور کتاب کشف الاستار فارسی زبان میں ان کی اہم علمی وادبی یادگار ہیں۔ وہ فارسی میں شعر بھی کہا کرتے تھے۔ ان کے دیوان میں زیادہ تر اشعار غزل کے ہیں۔ ایک نمونہ ملاحظہ ہو ــــ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روز عاشقک سوئیم گز ری نیست ترا — جز تغافل مگرای جان ہنری نیست ترا
گلبن شد از خون دو دیدہ باغی — از چہ رو جانب این باغ سری نیست ترا
خالی از عشق تو کس نیست بگو باعث چیست — کہ چنین بود جفا باد گری نیست ترا
سوختم ز آتش مہر رخت ای ماہ ولی — ہرگز از سوزش جانم اثری نیست ترا

شاہ محمد افضل کے بعد شاہ خوب اللہ الہ آبادی نے علم و ادب کا باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیا۔ ان کی تصنیف تذکرہ وفیات الاعلام اور مکتوبات فارسی ادب کا گرانقدر سرمایہ ہے۔ اس کے کلیات فارسی بھی ان کی یادگار ہے۔ جس میں زیادہ تر اشعار غزل اور رباعی کے ہیں۔ ان کی غزل کا ایک نمونہ پیش خدمت ہے ۔

بتو خوش مبارک بہ بساط ناز کردن — ہمہ شب نیامدی و من و نالہ ساز کردن
دل من رسیدہ چندان ز تغافل تو ظالم — شو دار در تو قبلہ نتوان نماز کردن

دلم را موی آن دلدار دام ست — کہ با و عیش خوش بر من حرام ست
بگویم نام من دیوانۂ تو — اگر پرسی ترا یاری چہ نام ست
بہ محراب دو ابرو سجدہ آریم — کہ چشم مست او ما را امام ست

شاہ خوب اللہ کے بعد ان کے فرزند ارجمند شاہ محمد طاہر کو فارسی زبان و ادب کی خدمت کرنے والوں میں ایک اعلیٰ مقام نصیب ہوا۔ وہ بھی صاحب تصنیف تھے تحقیق الحق، شرح نصوص الحکم اور شرح قصاید فارسی ان کی تالیفات ہیں۔ شاعری بھی کیا کرتے تھے۔ چند اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں ـ

عشق یوسف کرد در پیری زلیخا را جواں — عشق رو یت پیر کرد اندر جوانی طاہرا
شد زبانم تا دل محو شد در یاد دوست — بہتر است از صد زبان این بی زبانی طاہرا

ان شخصیتوں کے علاوہ دوسری اہم ہستیوں جیسے شاہ محمد فاخر زائر، شاہ محمد ناصر افضل، شاہ غلام قطب الدین مصیب، شاہ غلام خوب اللہ نجفی، شاہ محمد اجمل، شاہ ابوالمعالی اور شاہ میر جہان سید کا بھی فارسی زبان و ادب کے ارتقا میں کافی اہم رول اور کردار رہا ہے۔

© rasailojaraid.com